رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اک شعبۂ ایمان محبت ہے وطن کی | گھر بار فدا جس پہ وہ عزت ہے وطن کی
ہر قوم میں ہے جذبۂ ایثار اسی سے | بے فیض ہے جس کو نہیں الفت ہے وطن کی

(محسن کاکوروی)

سالانہ چندہ ۲ | ششماہی ۱/

کاکوری اخبار
پانزدہ روزہ

جلد ۹ | کاکوری شنبہ ۱۶ جنوری سنہ ۴۳ء مطابق ۹ محرم الحرام سنہ ۶۲ھ | نمبر ۱۸

ادبیات

غزل مولوی سید ظہور الدین احمد مرحوم کاکوروی پنشنر سشن جج ریاست حیدر آباد

نہ بدن میں جان آتی نہ کوئی عذاب ہوتا | بچے تم جو قتل کرتے تو بڑا ثواب ہوتا
سر بزم غیر جانا یہ مجھے کیا پڑی تھی ایسی | وہ شراب بیٹھے پیتے مرا دل کباب ہوتا
یہی آرزو ہے اپنی کہ گھڑی کبھی وہ آتی | ہم اور آپ دونوں ہوتے قدح شراب ہوتا
کیسے ہو دماغ اس کا کہ لکھے جواب نامہ | جو میں اگر بھیجتا خط تو یہی جواب ہوتا
مرے دل کو چاہئے تھا کہیں اور دفن کرتے | کہ نہ نعش یوں تڑپتی نہ یہ اضطراب ہوتا
ترا دل جو پھیر آتا تو عجب سیر ہوتی | مرے دل کو چین ہوتی تجھے اضطراب ہوتا
مرا داغ عشق دیکھو کہ ہے دود سے نمایاں | یہ چراغ وہ نہیں ہے جو تہ نقاب ہوتا
ہوئے دوست جی کے دشمن ہوئے لوگ سخت بد ظن | نہ تری نگاہ پھرتی نہ یہ انقلاب ہوتا

کوئی شکل بھی دیکھی ہوئے بس ظہور شیدا
عجب اس کا رنگ ہوتا جو کہیں شباب ہوتا

۴ بن جائیں جو ہمارے ذوق حسن اور ذوق عمل دونوں کو ایک ساتھ آسودہ کر سکے۔ ابتک کا ادب جو کچھ بھی رہا ہو لیکن اب اس کو یہی ہونا چاہیئے۔

(مجنوں گورکھپوری)

ادب

ادب زندگی کی تنقید ہے۔ (میتھو آرنلڈ)

ادب اور حسن کاری بہیئت اجتماعی اور نظام تمدن کی خدمت میں آلۂ نشر و تبلیغ ہے۔ (مارکس)

ادب محض تفریح و تفتیش کی چیز نہیں ہے۔ کسوٹی پر وہ ادب کھرا اترے گا جس میں تفکر ہو۔ آزادی کا جذبہ ہو۔ حسن کا جوہر ہو۔ تعمیر کی روح ہو زندگی کی حقیقتوں کی روشنی ہو جو حرکت۔ ہنگامہ اور بے چینی پیدا کرے۔ سلائے نہیں کیونکہ اب اور زیادہ سونا موت کی علامت ہوگی۔

(پریم چند)

ادب کے مطالعہ سے ہم اقوام و ممالک کے تاریخی حالات سے کما حقہ واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔ (جگیشور ناتھ ورما)

ادب خارجی صداقت کو نہیں۔ بلکہ داخلی کو۔ اشیا کو نہیں بلکہ خیالات کو پیش کرتا ہے۔

(نیومین)

ہر دور کو خود اپنا قومی ادب پیش کرنا چاہیئے۔ (ایمرسن)

کامیاب ترین ادب وہ ہے جو حال اور مستقبل کا اشاریہ ہو جس میں واقفیت اور تخیلیت۔ افادیت اور جمالیت ایک آہنگ ہو کر ظاہر ہوں۔ جس میں اجتماعیت اور انفرادیت دونوں ملکر ایک مزاج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد ۹ | ۱۶ر جنوری سنہ ۴۳ء | نمبر ۱۸

اہل وطن سے شکایت

کسی ملک اور قوم کی ترقی و تنزلی کا انحصار اُس ملک و قوم کے لوگوں کے علمی و ادبی مذاق پر منحصر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ہمارا قصبہ بھی عرصۂ دراز تک بام عروج پر رہا ہے اور یہاں کے لوگوں کو جو علمی ذوق اور ادبی دلچسپی تھی وہ کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ ہمارے اجداد اور وطن کے دیگر بزرگ نعت کے میدان میں شہسوار نظر آئے اور ترقی و ناموری حاصل کرتے رہے۔ لیکن اب تو ہماری حالت یہ ہو گئی ہے کہ ہم کو کبھی اسکی توفیق نہیں ہوتی کہ ترقی ہی کے بہانے کبھی تو ہم اپنے اسلاف کی زندگیوں پر نظر ڈالیں کیسی اوروں کے فائدہ کے لئے نہیں اپنے ہی نفع کے لئے۔ کبھی تو اپنے آباء و اجداد کے روشن کارناموں کا مطالعہ کریں۔ لیکن اب تو وہ واقعات افسانے کی حیثیت سے بھی دیکھے یا سُنے نہیں جاتے۔ قصہ کہانیوں کا بھی کچھ وزن ہوا کرتا ہے۔ مگر فی زمانہ سلف کے کارناموں کا وزن اتنا بھی نہ رہا۔ اگر ہمارے اہل وطن اپنے بزرگوں کی سیرت کا مطالعہ کریں تو اُن کو معلوم ہو کہ اُن کی سوانح کا ہر پہلو روشن ہے۔ وہ اپنی زندگی میں آنیوالی نسلوں کو ہر چیز کا درس دیگئے ہیں۔ افسوس ہے کہ ہمکو اس طرف توجہ نہیں اور یہی وجہ ہے کہ موجودہ نسل ترقی کی جو راہیں متعین کرتی ہے وہ ترقی کی راہ نہیں ہوتی بلکہ تنزل کا راستہ ہوتا ہے۔

ہمارے وطن مالوف میں جو ادبار و نکبت کی گھٹا چھا رہی ہے کیا ہمارے اہل وطن خصوصاً نوجوانوں نے اس کے اسباب پر غور کیا؟ ہم نے بارہا انہیں کالموں میں کاکوری کے تنزل کے اسباب نہایت واضح الفاظ میں ظاہر کئے اور ان کے دفعیہ کی جانب بھی توجہ دلائی لیکن افسوس ہے کہ اس وقت تک تمام تحریریں صدا بصحرا ثابت ہوئیں۔

اب تو ہم اس حالت کو پہونچ گئے ہیں کہ ادبی ذوق اور علمی مذاق سے بھی کنارہ کش ہوتے جاتے ہیں۔ ہم نے اپنے ۴۳ سالہ عمر میں اپنے بزرگوں کی رہنمائی میں کیسے کیسے علمی و ادبی جلسے دیکھے ہیں۔ انجمن اخوان الصفا کے مذاکرۂ علمیہ کے جلسے، لٹریری و سوشل کلب کے شاندار جلسے ہم کو یاد ہیں۔ جن کو ہم سے بڑے اپنی جوانی میں اور ہمارے ایسے اُس وقت کے نوعمر منعقد کرتے تھے۔ جن میں اُس وقت کے بزرگ اپنی کافی دلچسپی کا اظہار کرتے تھے۔ اور کارکنان بشوق بزرگوں کی رہنمائی کو قبول کرتے تھے۔ افسوس اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ آجکل کے نوجوانوں کو اس کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ ہم باقیات الصالحات بزرگوں سے امداد حاصل کریں اور اُن کی رہنمائی سے فائدہ اٹھائیں۔

۲ر جنوری کو بزم ادب کے مشاعرہ میں (جس کو ادارۂ کاکوری اخبار نے منعقد کرنے کا ایکماہ قبل اعلان کیا تھا اور مقامی شعراء اور جملہ اہل وطن کو دعوت شرکت دی تھی نیز باہر کے وطنی شعراء سے طرح میں غزل بھیجنے کی درخواست کی گئی تھی)، یہ دیکھکر انتہائی صدمہ ہوا کہ باہر کے بھائیوں نے تو بے توجہی برتی ہی تھی مقامی شعراء اور دیگر حضرات نے زحمت شرکت مشاعرہ گوارا نہیں فرمائی۔ اور یہ ادبی جلسہ ہر لحاظ سے ناکامیاب رہا۔ اس ادبی جلسہ کی ناکامی کی ذمہ داری کس کے سر ہے؟ ہمارے اہل وطن عموماً اور نوجوانان کاکوری خصوصاً جن کو وقت لہو و لعب میں گذارنا ہے اُن کے نزدیک زیادہ مفید ہو مگر ادبی و علمی جلسوں سے اغماض قابل معافی نہیں ہو سکتا۔

ہم دلی افسوس کے ساتھ اس امر کے اظہار پر مجبور ہیں کہ وطن کے جو والے اس وقت نوجوانوں کے ہاتھ میں ہیں اُن کی حالت ناقابل افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور ہمارے نوجوانان وطن کو علمی حوصلہ مندی اور ہمت و استقلال سے کام کرنے کا موقع عطا فرمائے۔

آخر میں ہم یہ بھی صاف الفاظ میں کہدینا چاہتے ہیں کہ ہمارے وہ اہل وطن جو اپنی غزلیں اور نظمیں اخبار میں چھپنے کے لئے بھیجتے رہتے ہیں اور اُنھوں نے ادارہ کے زیر اہتمام گذشتہ مشاعرہ میں کسی نوع سے شرکت نہیں کی کیا اس کا حق رکھتے ہیں کہ انکی غزلیں اور نظمیں اخبار میں

شائع کی جائیں۔

نقوش

اخبار کا فارسی قطعہ:۔ کاکوری اخبار کے اجرا (جس کو نو سال ہوتے ہیں) کے وقت سے اخبار کی پیشانی پر جو فارسی قطعہ درج ہوا کرتا تھا وہ گذشتہ اشاعت سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ہم عرصہ سے بلکہ دور ثانی کے وقت سے اس کی فکر میں تھے کہ فارسی قطعہ کو اردو قطعہ میں تبدیل کر دیا جائے اور متعدد شعراء وطن سے فرمائش بھی کی گئی لیکن ہم کو کوئی اچھا قطعہ دستیاب نہ ہو سکا۔ اب ہمارے قصبہ کے کہنہ مشق شاعر عبدالکریم صاحب تحسؔن نے ازراہ عنایت ہماری دیرینہ آرزو کو پورا کر دیا اور بامرقع و مناسب قطعہ ہمکو دیا ہے جس کے لئے ہم تحسؔن صاحب کے بدل مشکور ہیں۔ قطعہ ہمارے خیال کا پورا حامل ہے اور کاکوری اخبار کے لئے موزوں و نیز فارسی قطعہ کا کافی بدل ہے۔ ہم کو امید ہے کہ ناظرین و ناظرات اخبار پسند کریں گے۔

کچھ اخبار کے متعلق:۔ کاغذ کی گرانی کا حال کون ایسا ہے کہ نہیں جانتا۔ بڑے بڑے اخبارات اس وقت کاغذ کی عدم دستیابی کے نالاں ہیں اور معلوم کتنے رسالہ اور اخبارات بند ہو چکے ہیں۔ ہمکو بھی گذشتہ اشاعت کے لئے کاغذ بڑی مشکل سے دستیاب ہوا۔ یہ امر پوشیدہ نہیں کہ "کاکوری اخبار" کی زندگی صرف تین روپیہ سالانہ چندہ پر ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سوائے اہل وطن کے اور کوئی اس کا خریدار کیوں ہوگا۔ خریداران کی تعداد بہت محدود ہے تھوڑے لوگ ایسے ہیں جو اپنے وطنی خدمتگذار کے قدردان ہیں ورنہ اگر تمام اہل کاکوری اخبار کی خریداری کریں اور صرف چندہ سے اعانت ہو تو اخبار کو مالی دقتوں کا سامنا کرنا پڑے ساتھ ہی وہ لوگ جو اخبار کی سرپرستی فرماتے ہیں وقت پر اپنا چندہ ارسال کرتے رہیں تو بھی کچھ مالی دقتوں میں کمی ہو تی ہے۔ جب خریداروں کی تعداد محدود ہے تو چندہ بھی تھوڑا ہی وصول ہوتا ہے۔ کاغذ کی قیمت میں تقریباً چہ گنے کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اس کی جرأت کرنا کہ اخبار کے چندہ میں اضافہ کر دیا جائے ہماری ہمت سے باہر ہے۔ صرف اسقدر کہا جا سکتا ہے کہ وہ پرچے جو اعزازی جاتے ہیں وہ روک لیے جائیں اور نامہ نگاران کو صرف وہی اخبار بھیجا جائے گا جس میں اُن کی بھیجی ہوئی خبریں درج ہونگی۔ اس طرح پر کاغذ میں کچھ کفایت ہو جائیگی۔ ہماری معذوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اُمید ہے کہ نامہ نگار صاحبان ہم کو معاف کریں گے۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۸ کالم ۲ ملاحظہ ہو)

مردوں کے پاس جو کچھ تھا وہ وصول کر لیا۔ باراتیوں نے ڈاکوؤں کا مقابلہ بھی کیا جس میں اُن لوگوں کے شدید چوٹیں آئیں جس میں دولہا بھی شامل تھا۔ اتفاق سے دولہن اور جہیز کا سامان ڈاکوؤں کے دست و برد سے بچ گیا۔

اورنگ آباد کی اطلاعات:۔ (۱) منشی مختار علی خلف حکیم حکیم الدین مرحوم کو مستقل ملازمت مل گئی ہے۔

(۲) منشی سید علی صاحب فیض بخاری کے بھائی (منشی امانت علی مرحوم) کے پوتے جو سررشتہ تعلیمات میں ملازم ہیں تحصیل گیواری سے اورنگ آباد تبدیل ہو کر آئے ہیں۔

(۳) میر نذر علی علوی ذرہؔ کو ۲۲ر دسمبر ۴۲ء کو پھر درد قولنج کا دورہ ہوا تھا اور ان کی اہلیہ بھی بواسیر کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

(۴) سید ناسن علی عباسی کے صاحبزادہ انجم کے بمقام حیدرآباد ایک ٹانگ میں ورم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے تکلیف رہی اب سکون ہے۔ (۵) حافظ نصیر احمد علوی کی اہلیہ کو تپ و لرزہ کی شکایت ابھی ہے۔ اللہ تعالے جلد صحت عطا فرمائے۔

(۶) سید ثابت علی عباسی بی اے ال ال بی، نائب ناظم ضلع گلبرگہ سے تعطیلات محرم میں آئے ہیں۔

مرگ مفاجات:۔ ابھی اطلاع ملی کہ محلہ نگر میں مسلمان فقیر کا چار سالہ لڑکا کنوئیں میں ڈوب کر مر گیا خدا والدین کو صبر دے۔

بزرگانِ وطن

سوانح حیات مولوی حاجی اعجاز علی مرحوم و مغفور

(از اسحاق علی علوی صاحب)

(گذشتہ سے پیوستہ)

سنہ ۱۹۲۳ء سے اُنھوں نے انتظامی مصلحتوں سے جاڑوں میں اپنے موضع ابراہیم پور کلاں ضلع بارہ بنکی میں جاکر رہنا شروع کردیا تھا۔ اکتوبر یا نومبر میں وہاں جاتے اور جب تک گرم لو نہ چلنے لگتی وہیں مقیم رہتے۔ وہاں جو تھانہ بنا ہوا تھا مناسب توسیع و درستی کے بعد ایک آرام دہ مکان بنا لیا گیا اور چھ سات سال تک اہل و عیال کو بھی ساتھ لے جاتے رہے۔ مگر سنہ ۱۹۳۹ء میں محرم اور دیوالی کا تہوار ساتھ ساتھ پڑا۔ اور موضع کے ہندو مسلمانوں میں اختلافات پیدا ہوا جسکی بدولت باہمی تصادم کی نوبت آگئی۔ حاجی صاحب کا مکان موضع سے ذرا ہٹ کر ایک پردے میں تھا۔ اطلاع پانے پر وہ اصلاح حال کی غرض سے موضع میں پہونچے اور سمجھا بجھا کر واپس جانیوالے ہی تھے کہ قرب و جوار کے مواضع سے ہندوؤں کا ایک غول چڑھ آیا۔ وہ اُس وقت موضع کی مسجد کے عقب میں تھے۔ اطلاع پاکر حالات کو بچشم خود دیکھنے کی غرض سے پشت کے دروازہ سے مسجد میں داخل ہوئے تو غول نے مسجد پر حملہ بول دیا اور خشت باری کے علاوہ لاٹھیوں کی ضرب سے مسجد کے دروازہ کو توڑنے کی کوشش کی۔ عزت علی مرحوم اُنکے ہمراہ تھے اور دونوں کے پاس بندوق تھی۔ حفاظت خود اختیاری کے خیال سے حاجی صاحب نے اپنی بندوق چلادی جس سے ڈر کر غول نے راہ فرار اختیار کی۔ پولیس اور ضلع کے متعصب لوگوں کو بات کا بتنگڑ بنانے کا موقع ہاتھ آیا اور کچھ عرصہ تک حاجی صاحب اور اُن سے زیادہ عزت علی مرحوم کو اس سلسلہ میں پریشانی اُٹھانا پڑی۔ حاجی صاحب کے اسلحہ بھی کچھ روز کے لئے داخل سرکار رہے مگر سانچ کو آنچ کیا۔ بالآخر مقامی حکام کو اطمینان ہوگیا کہ حاجی صاحب یا اُن کے داماد کا کوئی قصور نہ تھا۔ اور اگرچہ موضع کے شرارت پسند عنصر کو اپنے کئے کی سزا نہیں مل سکی تاہم بفضلہ تعالےٰ حاجی صاحب کے متعلق جس قدر بدگمانیاں پھیلائی گئی تھیں وہ سب کافور ہوگئیں اور اُن کے اسلحہ بھی واپس مل گئے۔ جولائی سنہ ۱۹۳۹ء میں عزت علی کا ہیضہ میں انتقال ہوگیا۔ خود حاجی صاحب کو نزول الماء کی شکایت پیدا ہوگئی تھی جسکے بعد پھر موضع پر قیام کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔

حاجی صاحب کا مزاج بلغمی تھا۔ اسی سبب سے بچپن سے لیکر جوانی تک بدن بہت گدراز رہا۔ شکار کھیلنے کا ذوق تھا جس میں اُستاذ و اتالیق مولوی فدا حسین مرحوم بھی برابر کے شریک تھے۔ بھوپال سے واپسی کے بعد تعلیم سے چونکہ فارغ ہو چکے تھے اسلیے وقت کا بیشتر حصہ تفریحی مشاغل اور خاصکر شکار کے نذر ہوتا۔ اسی زمانہ میں بنوٹ کا شوق ہوا تو حاجی حافظ شیخ غلام محمد ساکن ملیح آباد جو اس فن کے بڑے ماہر تھے ملازم رکھے گئے اور "شیخ جی" سے جو اُن کا عرف عام تھا یہ فن شریف سیکھا گیا۔ نزلہ اور بواسیر کی شکایت اگرچہ موروثی تھی مگر سیر و شکار اور ورزش کی بدولت عموماً صحت اچھی رہتی تھی اور رفتہ رفتہ بلغم بھی چھنٹ گیا۔ البتہ کبھی کبھی کسی بے اعتدالی یا اتفاقی حادثہ کی وجہ سے نزلہ خشک ہوجاتا تو شدید بیماری جھیلنا پڑتی۔ شکار کے شوق میں لکھیم پور۔ گونڈہ۔ بہرائچ۔ بستی۔ گورکھپور و پیلی بھیت۔ دہلی و پنجاب کے سفر کئے جاتے اور شکار کھیلنے والے احباب بھی بہت ہو گئے تھے۔ شیر کے شکار کی وجہ سے بعض مشہور شکاریوں سے تعلقات قایم تھے۔ کہا جاتا ہے کہ خود اُنھوں نے تین چار شیر مارے۔

لذیذ کھانوں، خصوصاً میٹھی چیزوں کا ذوق رکھتے تھے۔ اور آم بیحد مرغوب تھے۔ تخمی آم کے بڑے شائق تھے اسی لئے کاکوری میں نیز اپنے مواضعات میں متعدد باغات نصب کرائے تھے۔ اور فصل کے موقع پر احباب و اعزا کو دعوت دیکر بلاتے اور آم کھلاتے۔

لباس میں سادگی اور پابندی شریعت کا لحاظ رکھتے مگر ہمیشہ صاف ستھرے رہتے۔ خوش مزاجی اور شگفتہ طبعی فطری تھی۔ تصنع اور بناوٹ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور یہ خصوصیات زندگی بھر قائم رہیں حج کے بعد سے عزلت نشین ہوجانے کے باوجود یبوست اور خشک مزاجی کبھی نہیں پیدا ہوئی۔ بچوں سے اُنکو اور بچوں کو اُن سے خاص دلچسپی ہوتی۔ بھوپال سے واپس آئے تو اُس وقت میرے برادر زادہ برخوردار شفقت علی سلمہٗ کوئی دو سال کے تھے۔ اور بہت کھلنڈرے تھے وہ حاجی صاحب سے اتنے مانوس ہوئے کہ صبح سے شام تک اُن کے پاس کھیلتے رہتے۔ "حاجی میاں" کا لقب اُسی زمانہ کی یادگار ہے اور اُسکے بعد مدتہائے دراز تک گھر کے تمام بچوں میں اسی لقب کا رواج رہا۔ بعد کو حاجی بابا اور پھر بابا کہے جانے لگے۔ اپنے پوتی پوتوں،

نواسی نواسوں کے علاوہ خاندان بھر کے بچوں کے ساتھ اُن کو خاص التفات تھا اور وہ سب بھی اُن کے پاس پہونچکر جلد ہی بے تکلف ہو جاتے۔

عزیزوں اور دوستوں سے بھی ایسے ہی خلوص و محبت سے پیش آتے تھے۔ اعزائے خاندان کے علاوہ بستی کے تمام لوگوں اور اعزائے برادری سے اُن کے تعلقات ہمیشہ نہایت شگفتہ اور مخلصانہ رہے اور شاید ایک شخص بھی ایسا نہو گا جس کو اُن کی ذات سے کوئی تکلیف پہونچی ہو یا کبیدہ خاطر ہونے کا موقع ملا ہو۔ اور حسب موقع و ضرورت اپنے امکان بھر ہر شخص کے ساتھ بھلائی سے پیش آتے، کوئی خدمت ہوتی تو بے تکلف انجام دیتے کوئی امداد کر سکتے تو اُسمیں بھی دریغ نہ ہوتا۔

بدنصیبی سے کچھ عرصے کاکوری میں بعض خاندانوں کے درمیان باہمی تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے کبھی کبھی ناخوشگوار باتیں پیش آتی رہیں اور قلوب میں جو صفائی ہونا چاہئے تھی وہ باقی نہ رہی۔ مرحوم ان سب جھگڑوں سے الگ رہتے۔ مصالحت کی کوششوں میں البتہ شریک ہو جاتے اور حتی الامکان دفع نزاع اور رفع اختلافات کی سعی فرماتے مگر باوجودیکہ وہ خود اُسی خاندان کے ایک فرد تھے جس کے بعض افراد سے نزاع و اختلاف تھا اُن کا طرز عمل ہمیشہ ایسا رہا کہ کسی کو اُن سے کشیدہ خاطر ہونے کا موقع نہیں ملا۔

وہ ایک دیندار و متقی باپ کے خلف صالح تھے۔ دنیاداری کے تمام تعلقات میں گھرے اور پھنسے رہنے کے ساتھ ساتھ وہ کسی وقت دینداری کی راہ سے منحرف نہیں ہوئے۔ دست بکار و دل بہ یار کا عملی نمونہ انھوں نے پیش کیا۔ اور اس سلسلہ میں اُن کا آخری کارنامہ یہ ہے کہ کاکوری بلکہ قصبات اودھ کے مسلمانوں کی روش عام کے خلاف انھوں نے یہ وصیت فرمائی کہ اُن کے بعد جائداد کی تقسیم حسب قانون شریعت کی جائے۔ بھائیوں کی موجودگی میں بہنوں کو شرعی حصہ کے لحاظ سے ترکہ نہ ملنا شدید ظلم تھا۔ مرحوم نے اپنی صاحبزادی کو شرعی حصہ دلا کر جو نیک مثال قائم کی خدا کرے کہ دوسرے اعزائے وطن کو بھی اسی راہ پر گامزن ہونیکی توفیق حاصل ہو۔ نماز و روزہ اس میں شبہ نہیں کہ عبادات میں افضل ترین ہیں۔ مگر جس مالک و مولے کی خوشنودی کے لئے دن میں پانچ بار نماز اور سال میں مہینہ بھر روزے رکھے جاتے ہیں۔ تقسیم میراث کے بارہ میں اُسی کے ارشاد صریح کو ٹھکرا دیا جانا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی ہوں گے کہ بعض احکام تو تسلیم کئے جائیں اور بعض کو کافروں کی تقلید یا نفسانی مصلحتوں کی بنا پر رد کر دیا جائے۔

حاجی صاحب کی اولاد میں تین صاحبزادے، ارشاد علی، راشد بن علی اور محمد بن علی اور ایک صاحبزادی بیوہ عزت علی مرحوم ہیں۔ سب کی شادیاں ہو چکی ہیں اور محمد سلمہٗ کے سوا جنکی شادی اسی سال ہوئی ہے سب خدا کے فضل و کرم سے صاحب اولاد ہیں۔ لڑکوں کی تعلیم کے بارہ میں اُن کے خیالات پر مختلف موثرات کام کرتے رہے۔ ارشاد علی سلمہٗ کو خاندان کے مروجہ طریقہ پر انگریزی کی تعلیم دلائی گئی گو تکمیل کی نوبت نہیں آئی، راشد سلمہٗ نے قرآن پاک حفظ کیا، قراءت سیکھی اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں سات سال تک عربی پڑھنے کے بعد مدرسہ صنعت و حرفت میں فن تصویر کشی وغیرہ سیکھا۔ محمد سلمہٗ نے علیگڑھ جا کر بی۔ اے کی سندلی اور پھر ریڈیو سازی کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور اب اپنے پوتے طارق بن راشد اور نواسے خالد کو جامعہ ملیہ اسلامیہ میں تعلیم کی غرض سے داخل کرایا۔

حاجی صاحب مرحوم کے اوقات نہایت منضبط تھے۔ سالہا سال سے اُن کے معمولات یہ تھے کہ پچھلے پہر اٹھکر نماز تہجد ادا کرتے اور بعد تحریک ذکر و شغل و مراقبہ میں مصروف رہتے۔ پھر نماز فجر مسجد میں ادا کر کے چہل قدمی کے لیے نکل جاتے۔ واپس آکر ورزش کرتے۔ چائے نوش فرماتے۔ اور تھوڑی دیر تک حقہ پیتے رہتے۔ حاجات ضروری سے فارغ ہونے کے بعد ایک تخت پر بیٹھ جاتے اور حاجتمندوں کو دوا تقسیم کرتے۔ اسی اثنا میں اعزا یا احباب میں سے جو حضرات تشریف لاتے اُن سے ملاقات کرتے اور ڈاک آجاتی تو اخبارات پڑھتے۔ پھر نماز چاشت پڑھکر گھر میں جا کر کھانا تناول کرتے واپس آکر قیلولہ کی غرض سے چارپائی پر لیٹ جاتے۔ جب تک نیند نہ آتی اخبار یا کوئی کتاب پڑھتے۔ نماز ظہر کے بعد کلام مجید کی تلاوت اور بخاری شریف کا ورد کرتے۔ اُس کے بعد عصر تک مطالعہ یا خانگی معاملات میں مصروف رہتے۔ نماز عصر کے بعد کبھی کسی عزیز سے ملاقات کی غرض سے نکل جاتے ورنہ گھر پر آکر آرام کرسی پر نشست فرماتے مغرب کی نماز کے تھوڑی دیر بعد شب کا کھانا عموماً باہر کھاتے اور عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر فوراً آرام کرتے۔

(باقی آئندہ)

نظم جو بزم ادب کے مشاعرہ منعقدہ ۳ جنوری ۱۹۴۳ء میں جناب منشی اظہر علی صاحب بی۔ اے، ایڈووکیٹ، ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی) نے بحیثیت صدر پڑھی تھی۔

بلبل و گل چھوڑ دے معشوق و عاشق بھول جائے | پاک اردو شاعری کو بندہ بے در کیجئے
اور قوموں میں جاری ہے اب زمین سے تا فلک | شاعری کی عظمتیں ذکر اس کا سب کیجئے
جنگ تیار ہے یہی جوش کنارا اب کہاں | از برائے حق پرستی آج کروٹ لیجئے
جنگ آزادی میں حصہ آپ کا کچھ بھی تو ہو | بھائیو بیدار کر کے یہ سبق تو دیجئے
کچھ کمیشن فوج میں لیں کچھ سپہ گیری کریں | ڈوبتی کشتی کو اپنی اب سہارا دیجئے
جنگ آزادی دماغوں ہی میں جاری اور ہو | شاعری یہ تھا جو تعلیم ان کی دیجئے
وقت اسکا آگیا اور جبر بڑھتے جائیے | نعرۂ اللہ اکبر کہہ کے بڑھتے جائیے

(قطعہ بند)

نظم کے معنی ہیں جو تعلیم قومی ہی مرا ہو | عہد جو یافت ہو تعلیم اسکی دیجئے
آپکے ہر شہر میں تعریف مسلم لیگ ہو | قائد اعظم جناح سے کچھ سبق تو سیکھئے
چھوڑ اردو رسم خط ہندی پہ مائل ہوگئے | بھائیوں سے کیا توقع ہند میں اب کیجئے
ہم سے کہتے ہیں کہ پاکستان محض اک خواب ہے | اپنی ڈفلی راگ اپنا بیٹھے گایا کیجئے
جسطرح انکا وطن ہے ہند میرا بھی تو ہے | لیگ مسلم پہلے ہی اقرار اس کا کیجئے
خدمت اسلام و مسلم لیگ جو کرتے رہیں | اپنی نظموں میں انھیں سے بس تخاطب کیجئے
ہند میں مائناریٹی بنکر نہیں رہنے کے ہم | اکثریت کہہ کے قومی حق برابر لیجئے
ہند کی تقسیم ہرگز لیگ کا مقصد نہیں | کہہ گئے ہیں راجہ جی تسلیم اس کو کیجئے
مسلموں کو حق دلا دو اور سب کے ساتھ ہیں | شعر پڑھئے نظم لکھئے بس سبق یہ دیجئے
کانگریس اور لیگ کو باہم دگر کر لیجئے | ایک ہو جائیں یہ مل کر کوشش ایسی کیجئے
لطف تو جب ہے کہ مسلم قوم سب یکجا رہے | ولولہ بڑھتا رہے تنظیم ایسی کیجئے
اب خطاب ہے اہل کاکوری سے کچھ تم سے مرا | اپنی بستی کی بھلائی فرض اپنا جانیئے
حسن اخلاق اور خدمت آپ کا سیلاب ہے فرض | شاعری میں اسکو بھی ملحوظ رکھا کیجئے

عمر بھر اظہر تو قومی خدمتیں کرتا رہا
اب بڑھاپے میں اُسے معذور کر کے چھوڑ دیجئے

انتخاب غزلیات مشاعرہ "بزم ادب" کاکوری

مورخہ ۳ جنوری ۱۹۴۳ء

منشی ممتاز علی ممتاز مدرس

خوش قسمت ابھی مری قسمت بہار دیں | کہ اپنی دوست کے شادی رچی ہو گلعذار دیں
یہ اُسکے بار کے ہیں بس یہی باعث تحمل ہیں | نرگس کیطرح ہنستے ہیں یا ہی گل یار دیں (دگر)
مٹے دست جنوں نے ہائے میرے شوق وحشت نے | اڑتے ہوئے پرزے میرے دامن کے بہار دیں

مرزا سکندر بیگ قدر

کوئی حسرت نہ نکلی وا رے قسمت بہار دیں | مرا دست جنوں بکھار یا دامن کے تار دیں
ہوئی مدت مٹے دلکو مگر یہ جوش وحشت ہے | کہ اب تک خاک تھا ہے بیاباں کے غبار دیں
مرا مرنا مبارک ہو مرادیں اُن کی بر آئیں | مجھے بندوں بھر ہے جسطرح جی چاہے یار دیں
کہا ہنس کر سب کچھ رات تجھے یا نہ سمجھے ہوں | دم آخر بھی آنکھوں سے اشارہ دہی اشار دیں
نصیب اچھا ہے وہ اچھے ہیں دنیا انکی اچھی ہے | کفن سے تر لپٹے سوئے ہیں جو مزار دیں
مری تربت پہ آکر مسکرا کر پھول برسا کر | یہ فرمایا مبارک ہو تجھے مرنا بہار دیں
ادہر بھی ہو نظر ساقی سلامت میکدہ تیرا | کہ ہم بھی ایک تشنہ لب ہیں تمہی بادہ خوار دیں
ہماری خاک اڑنے دے کے ہوئے اُنکے دامن پر | بڑھا دی آبرو لئے قدر کیسی خاکسار دیں

سید خورشید علی بقا

کوئی دیوانہ شاید آگیا ہے ہوشیار دیں | یہ کیسا شور ہے کیسی ہے ہلچل بادہ خوار دیں
نجانے بات کیا تھی ان کے تربت کے ہار دیں | نرگس کیطرح ہنستے ہیں یا ہی پھول یار دیں (دگر)
ہوا جاتا ہے اشارا زبس کردیدۂ پرنم | کہانی ایک پوشیدہ ہے ان آنکھوں کے تار دیں
مری جانب اشارہ کر کے وہ کہتے ہیں ہر سب سے | کوئی دیکھے انہیں یہ بھی ہیں میرے بیقرار دیں
مری رگ رگ سے کھینچ آئی ہو جان اور دل کیسا | ہمیں جلتے ہیں کیسا تھا ظالم کے اشار دیں
نہ زندہ ہی ہو تم اور نہ مرجاؤ یہ مطلب ہے | زبان سے کچھ کہا اور کچھ کہا اپنے اشار دیں
بلا کی تھی وہ زیبائی غضب کی تھی وہ تابانی | وہ جھرمٹ میں حسینوں کے تھے جیسے چاند تار دیں
غضب کا حسن تجھ پہ ہے نہیں نظریں محبت کی | یہی اک بات بس اتنی نہیں ان کے یار دیں
بقا تم بھی چلے دنیا سے منہ موڑے ہوئے آخر | تمہیں کو یاد فا یا تھا تو مشکل سے ہزار دیں

منشی سردار احمد خاں سردار

سنا ہے بہار آئی کھلیگی گلعذار دیں | چمن کے پھول گل چھترے اڑینگے خوب بار دیں
کبھی مایوس ہونے کا تصور تک نہیں کرتے | نہ ہوگا کوئی ہم سا بھی ترے امیدوار دیں
کہیں ہے طرب بے تجھے ہیں رنگ لیا ہے | گھٹا آئی ہے وہ بس چھلکی ہیں وہ بادہ خوار دیں
کوئی وہ اور ہوگا جسکی امید بر آئی ہو | یہ ہم تو ہمیشہ آپکے امیدوار دیں
کوئی دیکھے تو بعض لئے بیمار محبت کی | کہ ساری زندگی کا راز ہے ان ٹوٹے تار دیں
سحر ہوتے ہوا یوں فاتحہ عشق شہید کا | نرگس کیطرح ہنستے ہیں یا ہی پھول یار دیں (دگر)
سبق عبرت کا دے گور غریباں کی اُداسی ہے | نجانے چاند کتنے سو رہے ہیں ان مزار دیں

خدایا رحم فرما اب مسلمانوں کی حالت پر — غضب کی پڑ گئی ہے پھوٹ تیرے جاں نثاروں میں
کسی کی یاد ہے اور رات بھر اختر شماری ہے — گئے وہ دن کہ لئے سرد آہ ہم تھے کامگاروں میں

منشی عبدالکریم سخن

(یہ غزل مشاعرہ کے بعد موصول ہوئی)

الٰہی ظلم کرتے ابھی رحمت وہ غمخواروں میں — یہی تھوڑے سے اب باقی ہیں تیرے جاں نثاروں میں
نجانے باغباں کیا کہہ گیا اپنے اشاروں میں — کہو نرگس تو ویسی چھائی رہتی ہے بہاروں میں
نہ بہلے دل کہیں جس کا بھی وہ افسردہ خاطر ہو — سکوں دم بھر نہیں جسکو ہے گنتی بےقراروں میں
نظر آتا نہیں ساحل یہ ایسی شدت طوفاں — سہم کر رک رہی ہیں جو موجیں بھی کناروں میں
عذاب وہ درد ہے جس کی آہیں ہیں نالے ہیں — نجانے کہہ گئے کیا چلتے چلتے وہ اشاروں میں
اُجاڑا آشیاں بجلی پہ تو نے بال و پر کترے — ستم افسوس ہے صیاد بلبل پر بہاروں میں
یہ کیا چادر چڑھائی تھی مرے رنگین مرقد کی — بہ رنگ کس طرح بیٹھے ہیں کہ پھول یار دیپ دگر
کسی کو دکھ جو دیتا ہے مصیبت میں وہ پھنستا ہے — اُلجھتا دامن گلچیں ہے آخر کار خاروں میں

نہ چھوٹے ساتھ مرنے تک سخن اُنکو خدا رکھے
فقط اک درد دل باقی ہے میرے غمگساروں میں

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ و احباب اور جملہ اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کر کے مشکور کرتے رہیں (اڈیٹر)

موسم:۔ گذشتہ عشرہ میں دو تین دن گرمی ہو گئی تھی۔ دھوپ ناگوار معلوم ہوتی تھی۔ آثار سے بارش ہونے کا خیال تھا۔ چنانچہ ۵ جنوری کو سہ پہر کے وقت و شب میں دو چھینٹے پانی کے گرے تھے۔ اُسکے بعد گذشتہ ہفتہ میں بھی بارش ہوئی تھی۔ آسمان پر اکثر دن و رات میں ابر محیط رہتا ہے۔ بارش کے بعد تیز ہوا دو ایک دن چلنے سے کچھ سردی بڑھ گئی تھی۔ اب کئی روز سے سردی زیادہ نہیں ہے۔ جس وقت ابر غلیظ ہوتا ہے تو دھوپ کی تلاش ہوتی ہے۔ اگر ابر نہ ہو تو موسم خوشگوار جو فصل ربیع کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ بفضلہ اس وقت تک بہت اچھی ہے۔ دو روز سے پھر سردی بڑھ گئی غالباً قریب میں کہیں اولے گرے ہیں۔

آب و ہوا:۔ اچھی ہے۔ کوئی خاص شکایت قصبہ میں نہیں سُنی گئی۔ البتہ نزلہ و زکام میں لوگوں کے مبتلا ہونے کا حال معلوم ہوا ہے جس میں ذرا سی بے احتیاطی سے انفلوئنزا اور نمونیہ ہو جانا یقینی ہے۔

تقریبات:۔ (۱) ۳۱ دسمبر ۳۲ء کو چودھری محمد طیب صدیقی (چودھری محلہ) کی دختر کا عقد منشی امیر احمد خلف منشی عزیز احمد کسمنڈوی کے ساتھ ہوا۔ چودھری صاحب کی طرف سے باراتیوں کی اچھی خاطر و مدارت کی گئی۔ سہ پہر کو عروس رخصت ہو کر کسمنڈی گئی۔ ادارہ کاکوری اخبار چودھری صاحب کو فرض سے سبکدوشی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

(۲) منشی محب الرحمٰن علوی عرف توصیف احمد خلف افتخار الشعراء منشی عبدالوحید علوی صاحب نیرنگ کا عقد ثانی بمقام خیرآباد ۲ جنوری ۳۳ء کو مولوی فخر الحسن خیرآبادی کی دختر سے ہوا۔ اور اُسی دن شب کی گاڑی سے دُلہن لکھنؤ رخصت ہو کر آئی۔ دوسرے دن ۳ جنوری (بمقام لال باغ) منشی محب الرحمٰن نے اپنے اعزہ و احباب کو دعوت ولیمہ دی۔ مخصوص عزیز مرد و عورتیں تقریب میں شرکت کے لئے کاکوری سے لکھنؤ گئے تھے۔ ہم محب الرحمٰن سلمہ کو اُن کی خانہ آبادی پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

ولادت:۔ حیدرآباد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ شیخ محمد امتیاز علی (محلہ ٹاٹولہ) کے گھر میں شنبہ ۷ جنوری ۳۳ء (۱۰ ذی الحجہ ۵۱ھ) کو ۴ بجے شام کو دختر تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ مولود کی عمر دراز اور صاحب اقبال ہو۔

وعظ:۔ معلوم ہوا ہے کہ جمعہ ۶ جنوری ۳۳ء کو بڑی مسجد واقع بازار کٹرہ میں بعد نماز حاجی مولانا عبدالشکور صاحب نے وعظ کہا تھا جس میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے کسی نئی تحریک کے شروع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اپنے اہل وطن سے عملی امداد کی اپیل کی ہے تحریک کا خاکہ آئندہ پیش کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ خدا کرے مولانا کی نئی تحریک کسی مفید مقصد کے لئے ہو جس سے اہل کاکوری کو فائدہ پہونچے نہ کہ کسی ہنگامہ و افتراق کی صورت پیدا ہو۔

مشاعرہ:۔ حسب اعلان ۳ جنوری ۳۳ء کو «بزم ادب» کاکوری کا مشاعرہ ادارہ کاکوری اخبار کے زیر انتظام دفتر کے وسیع صحن میں زیر صدارت جناب منشی اظہر علی صاحب ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی) انعقاد پذیر ہوا۔

شعرا کی تعداد کم تھی اور سامعین بھی تھوڑے تھے۔ مشاعرہ تعطیلات کے ختم ہو جانے کی وجہ سے کامیاب نہیں کہا جا سکتا۔ موجودہ شعرا نے اپنی غزلیں پڑھیں اُس کے بعد جناب صدر نے ایک مختصر برمحل تقریر کے بعد اپنی نظم ارشاد فرمائی جو بلحاظ موقع بہت پسند کی گئی (نظم آج کی اشاعت میں دوسری جگہ مع انتخاب غزلیات درج کی جاتی ہے) سید خورشید علی بقا سکریٹری بزم ادب نے فرش وغیرہ کا معقول انتظام کیا تھا۔ ادارہ کی جانب سے حاضرین مشاعرہ کی تواضع چاء و پان۔ حقہ سے کی گئی۔

صحت و سکون:۔ (۱) گزشتہ عشرہ میں شیخ محمد ایوب صاحب (محلہ کٹرہ) کو شدید نزلہ کی وجہ سے سینہ میں تکلیف پیدا ہو گئی تھی اور حلق میں گرفتگی رہی۔ دو تین دن تکلیف شدید رہی اب بفضلہ تعالیٰ بالکل صحیح و تندرست ہیں۔

(۲) اہلیہ قاضی راشد علی خان لکھنؤ سے واپس آ گئی ہیں انجکشنوں سے فائدہ ہوا۔ طبیعت چاق ہے۔ احتیاطاً دوا جاری ہے۔ ابھی کچھ انجکشن باقی ہیں جن کا کورس دو تین روز میں ختم ہوگا۔

علالتیں:۔ (۱) حاجی شفیق احمد علوی (محلہ باڑی) آنکھ قدح کرانے خیر آباد گئے ہیں آنکھ قدح ہو چکی ہے ہنوز پٹی کھلنے کی اطلاع نہیں ملی ہے۔ خدا کرے آنکھ اچھی کھلی ہو اور تندرست ہو کر وطن واپس آئیں۔

(۲) معلوم ہوا کہ منشی عماد الحسن علوی (محلہ تاڑ تکیہ) لکھنؤ میں بیمار ہو گئے۔ نزلہ کی حالت میں دو ر وپر گئے تھے ہوا لگ جانے کی وجہ سے سینہ میں درد پیدا ہو گیا اور خدانخواستہ پلیورسی کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ ڈاکٹری علاج سے افاقہ ہے۔ خداوند کریم جلد صحیح و تندرست فرمائے۔

(۳) منشی محمد نسیم علوی (محلہ باڑی) بغرض علاج ڈاکٹر حکیم احمد صاحب علوی کے ہمراہ ٹونک گئے ہیں۔ اللہ شفا دے۔

متفرقات:۔ (۱) کاکوری میں محرم کا چاند پنجشنبہ ۲۹ ذی الحجہ کو دیکھا گیا اور جمعہ کو پہلی محرم قرار پائی اور مراسم اعزاداری قصبہ میں باقاعدہ شروع ہو گئے۔

(۲) معلوم ہوا ہے کہ بابو لکھپت سنگھ سب انسپکٹر انچارج تھانہ کاکوری جو اپنے زمانہ قیام میں بہت غیر ہر دلعزیز رہے تبدیل ہو گئے ہیں اور منشی شہاب الدین یہاں انچارج تھانہ ہو کر آ رہے ہیں۔

اُمید ہے نئے سب انسپکٹر صاحب اپنے پیش رو کی بے عنوانیوں کا ازالہ کر کے اپنے حلقہ میں ہر دلعزیزی حاصل کریں گے و نیز اپنے ماتحتین کی دست درازیوں کی روک تھام کر کے پبلک کو شکریہ کا موقع دیں گے۔

(۳) اطلاع ملی ہے کہ پیارے کنّا بائی ہیڈ معلمہ ہندو نسواں اسکول کاکوری ریٹائر ہو کر اپنے وطن صوبہ متوسط جا رہی ہیں۔ اُن کی جگہ پر سرو دیبی جو دس بارہ برس قبل یہاں رہ چکی ہیں آ ئی ہیں۔ اُمید ہے کہ اس بار وہ مدرسہ کے لئے مفید ثابت ہوں گی۔

(۴) یہ سن کر خوشی ہوئی کہ ریلوے گیٹ کے سلسلہ میں جو کوشش منشی اظہر علی صاحب ایم۔ ایل۔ اے (مرکزی) نے کی تھی اُس کے اعتراف میں ڈسٹرکٹ بورڈ لکھنؤ نے اپنے جلسہ میں اُس جدید سڑک کو جو پھاٹک کے ہٹائے جانے کے سلسلہ میں بورڈ کو بنوانا پڑا منشی صاحب موصوف کے نام سے موسوم کرنا بذریعہ رزولیوشن طے کر کے "منشی اظہر علی روڈ" کا پتھر لگا دیا ہے۔

(۵) حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہ کا فاتحہ سالانہ پنجشنبہ ۲۱ محرم ۶۲ھ (۲۸ جنوری ۴۳ء) بعد نماز مغرب تکیہ شریف پر ہوگا۔ جس کے سلسلہ میں حسب ذیل نظام الاوقات بغرض اشاعت ہم کو موصول ہوا ہے۔

۲۱ محرم۔ (۱) قرآن خوانی۔ صبح سے نماز مغرب کے قبل تک۔

(۲) فاتحہ خوانی۔ بعد نماز مغرب (۳) محفل سماع۔ بعد نماز عشا۔

۲۲ محرم۔ محفل سماع۔ صبح سے دوپہر تک۔

(نوٹ:۔ حضرت ممدوح کے حالات بزبان اردو "کتاب اذکار الابرار" میں چھپ گئے ہیں اور اس کتاب میں ایسے سب بزرگوں کے حالات بھی ہیں جو سلسلہ قلندریہ کے کاکوری اور دیگر مقامات میں گذرے ہیں)

(۶) معلوم ہوا ہے کہ ایک بارات موہان سے آئی تھی اور بعد نکاح خوانی وغیرہ دلہن کو رخصت کرا کے واپس جا رہی تھی کہ راستہ میں باراتیوں پر کچھ لوگوں نے حملہ کر کے لوٹ لیا۔ عورتوں کے زیور اُتروا لئے۔ (بقیہ مضمون صفحہ ۳ کالم ۲ پر ملاحظہ ہو)

سید توسل حسین نے اپنے یونائیٹڈ انڈیا برقی پریس لکھنؤ میں چھاپا اور سید محمد مشیر الدین نے مولوی محلہ (دالان ٹولی) کاکوری سے شائع کیا۔